السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حدثنا احمد بن محمد بن ایوب ثنا إبراہیم بن سعد عن محمّد بن إسحٰق عن محمد بن جعفر بن الزبیر عن عروۃ بن الزبیر عن امراۃ من بنی النجار قالت کان یبتی من اطول بیت کان حول المسجد فکان بلال یؤذن علیہ الفجر الخ... (سنن اَبوداوَد) سنن اَبی داوَد : کتاب الصلوٰۃ، باب الاذان فوق المنارۃ، رقم : ۵۱۹

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ضعیف سنن ابوداوَد میں نقل نہیں کیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے، واللہ اعلم۔ البتہ شیخ حافظ عبدالمنان نورپوری اپنی کتاب احکام و مسائل : جلداوّل میں اذان واِقامت کے بیان میں اذان سے قبل الصلوٰۃ والسلام کہنا کے بیان میں مذکورہ حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں

:اوّلاً : تواس لئے کہ اس روایت کی سند کمزور ہے اوراس کمزوری کی دووجہیں ہیں

۔ اس کی سند میں احمد بن محمد بن ایوب نامی ایک راوی ہیں جن کے متعلق یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں : لیس من اصحاب الحدیث واِنما کان ورّاقا اورابواحمد حاکم فرماتے ہیں : لیس بالقوی عندہم نیز یحییٰ بن معین کہتے ہیں : ہوکذاب ۱

: ۔ اس کی سند میں محمد بن اسحق ہیں جن کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں ۲

'اِمام المغازی صدوق یدلس ورمی بالتشیع والقدر '

اُصولِ حدیث کی کتابوں میں ہے کہ مدلس راوی جب تک اپنے شیخ سے سماع کی تصریح نہ کرے، تب تک اس کی روایت قابل قبول نہیں اورمندرجہ بالا روایت محمد بن اسحق نے بصیغہ عن بیان کی ہے،اپنے سماع کی تصریح نہیں فرمائی۔ (محمد شفیق کمبوہ، والٹن لاہور

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

!وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

!الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد

مشارالیہ حدیث موصوف کی صحیح ابوداوَد میں ہے، انہوں نے کافی وافی بحث سے اس کا حسن ہوناثابت کیا ہے۔ علامہ نورپوری حفظہ اللہ کا حدیث ہذا کو دووجوہات سے ضعیف قراردینا محل نظر ہے۔ اوّلاًراوی احمد بن محمد بن ایوب کے بارے میں بعض اصحابِ فن سے صرف جرح نقل کی ہے جبکہ دیانت وامانت اورانصاف کا تقاضا تھاکہ معدلین کی تعدیل بھی ذکر کرتے پھر جرح وتعدیل کے قواعد وضوابط کے مطابق صحت وضعف کا حکم لگاتے۔ افسوس کہ ایسا نہیں ہوسکا۔ عثمان دارمی کا بیان ہے کہ امام احمداورامام علی بن مدینی اس کے متعلق اچھی رائے رکھتے تھے : یحسنان القول فیہ۔ ایسے ہی عبداللہ بن احمداپنے والد سے بیان کرتے ہیں : ما اعلم احدایدفعہ بحجتہ مجھے علم نہیں کوئی بدلائل اس میں جرح وقدح کرسکتا ہو۔ ابن عدی رحمہ اللہ نے جرح کے باوجود اس کو صالح الحدیث قراردیا ہے۔ اورابن حبان نے اس کا تذکرہ ثقات میں کیا ہے۔ ابراہیم الحربی نے کہا : وراق ثقہ ہے، جھوٹ کی تلقین کی صورت میں انکاری ہوتا، یعنی جھوٹ نہیں بولتا تھا۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے اس کے بارے میں یہ بھی کہا ہے : لاباس بہ (تہذیب التہذیب : ۱/۶۴) اس کا مطلب یہ ہے کہ چوتھے درجے کا راوی ہے جو بمطابق اصطلاحِ محدثین قابل حجت ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہواکہ حافظ موصوف کا رجحان بھی اس کی توثیق کی طرف ہے۔ ان شواہد کی بنا پر علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کو ثقات کے زمرہ میں شمار کیا ہے۔

ثانیاً : محمد بن اسحق کی تدلیس کا جواب یہ ہے کہ سیرت ابن ہشام میں ابن اسحق کی تحدیث کی تصریح موجود ہے، اس طرح یہ اعتراض بھی رفع ہوجاتا ہے۔ الفاظ یوں ہیں : قال ابن اسحٰق حدثنی محمد بن جعفر بن الزبیر

: نے اس حدیث کو حسن قراردیا ہے اوریہی بات راجح ہے۔ جرح وتعدیل کے سلسلہ میں توضیح الافکار کے حواشی پر علامہ محمد محی الدین عبدالحمید رقم طراز ہیںSان وجوہات کی بنا پر حافظ ابن حجر، ابن دقیق العید اورشیخ البانی

واختار شیخ الاسلام تفصیلاً حسنا، فِان کان من جرح مجملاً قدوثقہ احد من ائمۃ ہذا الشان لم یقبل الجرح فیہ من احد کائنا من کان اِلا مفسرًا، لانہ قد ثبتت لہ رتبۃ الثقۃ فلایزحزح عنہا اِلا بامر جلی فاِن ائمۃ ہذا الشان لایوثقون اِلامن اعتبر واحالہ فی دینہ ثم فی حدیثہ نقدوہ کما ینبغی، وہم ایقظ الناس، فلا ینقض حکم احدہم اِلا بامر صریح واِن خلا عن التعدیل قبل الجرح فیہ غیر مفسر اِذا صدر من عارف، لانہ اِذا لم یعدل فہوفی حیز المجہول واِعمال قول المجرح فیہ اولیٰ من اِہمالہ انتہی کلامہ ۱۳۵/۲))

کس طرح کی جرح قبول ہوگی؟ اس کے بارے میں) شیخ الاسلام ابن حجر رحمہ اللہ نے تفصیل کے پہلو کو اختیار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگرکسی راوی کے بارے میں جرح مجمل ہو، لیکن فن حدیث کے کسی امام نے اس راوی کو ثقہ) قرار دیا ہے تو اس صورت میں خواہ کوئی بھی ہو، اس راوی پر اس کی مجمل جرح کو قبول نہیں کیا جائے گا، بلکہ اس صورت میں جرح مفسر ہی قابل قبول ہوگی، کیونکہ اس کی ثقاہت ثابت ہوچکی ہے اورکسی واضح امر کے بغیر اس کی ثقاہت کو زائل نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ ائمہ فن نہایت بیدار مغز لوگ تھے۔ وہ کسی شخص کو ثقہ قراردینے سے پہلے اس کی دینی حالت کا جائزہ لیتے، اس کی حدیث کو اچھی طرح پرکھتے تھے۔ تو اگران میں سے کسی نے پوری تحقیق اورچھان بین کے بعد کسی شخص کے ثقہ ہونے کا فیصلہ دیا ہے توکسی واضح دلیل کے ساتھ ہی اس فیصلہ کو ردّ کیا جاسکتا ہے، البتہ اگرکسی نے اس کی تعدیل نہیں کی تو تب غیر مفسر جرح بھی قبول کرلی جائے گی، بشرطیکہ وہ کسی ماہر فن کی

طرف سے ہو کیونکہ جب کسی نے بھی اس کی تعدیل و توثیق نہیں کی تو گویا وہ مجہول ہے اور کسی مجہول شخص پر جرح کرنیوالے کی بات کو قابل عمل قرار دینا اسے متروک اور مہمل قرار دینے سے زیادہ بہتر ہے۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

[فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی]

کتاب الطہارۃ : صفحہ :162

محدث فتویٰ